OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828; pISSN: 2519-6480
Vol.12 Issue 13 June 2023

اسلام میں انذار کی ضرورت واہمیت، اسالیب اور حکمتیں

THE NEED AND IMPORTANCE OF WARNING (INZAR) IN ISLAM, ITS METHODS AND WISDOM

Gulshan Nisar
PhD Scholar, Lahore College For Women University, Lahore.

Dr. Hafiz Muhammad Shabbir Ahmad
Assistant Professor, The University of Lahore, Lahore.

Abstract: The Holy Quran is the permanent and universal source of guidance for human beings. Due to differences in human nature, there are different methods which have been adopted for guidance. One of them is Inzar; it is used when no sermon or advice is effective. The literal meaning of Inzar is formed by the word "NAZR" and its meaning is fear. This tells us the importance of Inzar . This is the word that is used in Quran and Hadith for following orders. It is the most effective way of conversation, as far as the necessity of word "Inzar" is explained. Because human nature demands it, that's why this method is described by Allah and His Prophet Muhammad SAW. Not only that but it is the highly effective way of conversation. And there is a lot of wisdom behind it. After discussing the importance and wisdom of the verses of Inzar, there are also described the methods and conditions as how to scare and warn that is mentioned in Quran for the guidance of human being because of having different nature. And this is the most important way for humans to follow the orders of do's and don'ts.

Keywords: Islam; Inzar; Methods; Wisdom; Importance; Holy Quran; Human Nature

قرآن کریم دائمی اور عالمگیر ذریعہ ہدایت ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں طبیعتوں کے اختلاف کے باعث مختلف الفاظ اور طریقوں سے ہدایت و نصیحت فرمائی ہے ان میں سے ایک طریقہ انذار ہے اور اس اسلوبِ بیان کی تکمیل کے لیے بھی مختلف اسالیب و مضامین بروئے کار لائے گئے ہیں۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ انذار کے باعث ہی انسان اپنی عاجزی وانکساری اور اللہ رب العزت کی قدرتِ کاملہ کو دل و جان سے تسلیم کرتا ہے جو گناہوں سے دوری اور نیکی کی جانب رغبت کا قوی ذریعہ ہے، اس کی اہمیت کے باعث بکثرت اس اسلوب کو اختیار کیا گیا، یہ اصلاحِ معاشرہ کا بہترین اور مؤثر ذریعہ ہے گویا کہ انسان کی فطرت وجبلت ہی انذار کا تقاضا کرتی ہے۔ بنا بریں اس تحقیق میں انذار کے معنیٰ و مفہوم اور اس کی ضرورت واہمیت کے بعد اس کے پسِ پشت مضمر حکمتوں کو زیرِ بحث لایا گیا ہے تاکہ اس کلامِ الٰہی کے اعجاز اور اس کے ہر لفظ میں پوشیدہ وپنہاں حکمتوں تک حد درجہ رسائی ممکن ہو، پھر اس کے مختلف اسالیب و نوعیتیں بیان کی گئی ہیں جو فطرتِ انسانی میں اختلاف کے باعث انسانی فلاح وہدایت کی خاطر قرآن کریم میں مذکور ہیں کیونکہ اوامر ونواہی کے احکام پر عمل کا اکثر انحصار اسی طریقۂ انذار پر ہے۔

انذار کا معنیٰ ومفہوم:

انذار تبشیر کی ضد ہے، یہ لفظ مختلف کیفیات میں ڈر، خوف یا اُس چیز پر دلالت کرتا ہے جس سے خوف زدہ کیا جائے، انذار "نذر" سے مشتق ہے اس کا مادہ سہ حرفی (ن۔ذ۔ر) ہے، یہ کلمہ حرکات کی تبدیلی کے ساتھ مختلف معنیٰ پر مشتمل ہے، اس کلمہ میں حرفِ ثانی "ذ" زبر اور زیر کے ساتھ مختلف مطالب و معانی کا حامل ہے، باب ضرب اور نصر سے یہ کلمہ "نذر اور منت" کے معنیٰ میں مستعمل ہے، اور باب سمع سے یہ کلمہ "ڈر اور خوف" کے معنی پر محمول ہے۔

باب سَمِعَ سے لفظ "نذر" کا معنیٰ امام قاسمی اس طرح بیان کرتے ہیں:

نَذِرَ بالشیء نَذرًا ونِذَارَۃً: کسی بات کو جان کر اس سے چوکنا رہنا، محتاط ہونا۔

نَذِرُوا بالعَدُوّ: وہ دشمنوں سے چوکنا ہو گئے۔(1)

انذار کی ضرورت:

قرآن کریم میں جہاں نیک، صالحین اور متقین کے لئے آیاتِ تبشیر ہیں وہاں مجرم، گنہگار، فاسق وفاجر اور کفار کے لئے آیاتِ انذار بھی بیان کی گئی ہیں کیونکہ یہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ بعض اوقات تبشیر اور بعض اوقات انذار سے ہدایت

ور ہنمائی حاصل کرتا ہے لہٰذا فطرتِ انسانی اس کی متقاضی ہے، بعض لوگ بتقاضائے بشریت غلطی یا گناہ کرنے کے بعد اپنی فطرت سلیمہ کے باعث انعام واکرام الٰہی کو قبول کرتے ہیں اور تبشیر سے ہی راہِ ہدایت اختیار کر لیتے ہیں مگر اس کے برعکس کچھ انسان اپنی طبیعت میں موجود سختی کے باعث فقط انعام الٰہی پر آمادہ نہیں ہوتے اور وعید وانذار کے بغیر ہدایت ور ہنمائی حاصل نہیں کرتے، ان کے لئے صرف تبشیر ناکافی ہے، ان کی سخت طبیعت کے سبب اسلوبِ انذار بے حد ضروری ہے، لہٰذا اسی حکمت کے باعث اللہ رب العزت نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں دونوں اسالیب بیان فرمائے ہیں کیونکہ انبیاء ورسل اور کتب وصحائف کے انزال کا مقصد ومنشا ہی انسانیت کی ہدایت ور ہنمائی ہے، انہیں راہِ حق سے آگاہ کرنا، اس کے انتخاب میں مدد دینا اور اس پر گامزن کرنا ہے، ان تمام حقائق سے معلوم ہوا گویا کہ انسان کی فطرت وجبلت ہی انذار کا تقاضا کرتی ہے۔

خشیتِ الٰہی

انسان کی پیدائش چونکہ فطرت پر ہوئی ہے لہٰذا بعض اوقات وہ اپنی خواہشات کی تکمیل میں گناہوں سے بھی گریز نہیں کرتا اور بعض اوقات ہٹ دھرمی اور تعصب کے باعث وعظ ونصیحت بھی قبول نہیں کرتا اس وقت اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ اسے اللہ کے عذاب وقہر سے ڈرایا جائے تاکہ وہ ہدایت ور ہنمائی قبول کرے اور یہ انسان کا فطری تقاضا ہے کہ بذریعہ انذار اس کے دل میں خوف خدا موجزن ہوتا ہے اور وہ راہِ حق اختیار کرتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے انعامات واکرام کے ساتھ انذار، اس کی رحمت کے ساتھ عذاب اور اس کی محبت کے ساتھ غضب کا تذکرہ بھی از حد ضروری ہے کیونکہ انسان کی فلاح وکامرانی، گناہوں سے اجتناب اور نیکی وبھلائی پر کاربند رہنے کے لئے ضروری وبدیہی امر ہے کہ اس کے دل میں خوفِ خدا موجزن ہو جو اسے نافرمانی سے گریز، گناہوں سے بچنے پر آمادہ کرے اور راہِ ہدایت پر گامزن کرے۔

مزید برآں اس کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے اور اس کی تائید اس حد تک فرمائی کہ اس کا حق ادا کردو اور اس کی ذات کے لائق اس کا خوف ملحوظ خاطر رکھو، ارشاد فرمایا:

"اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ"(2)

''مومنو! خدا سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے''

یہ خوف مختلف اسباب کے باعث پیدا ہوتا ہے اور وقتاً فوقتاً بڑھتا رہتا ہے، اس کے اسباب میں سے عقیدۂ آخرت، عذابِ الٰہی، عذابِ قبر، قدرتِ الٰہی، بعثِ آخر، گناہوں کا استحضار، یادِ الٰہی اور سابقہ امم کا تذکرہ وغیرہ ہیں۔

انذار کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ نے انسان میں خیر وشر دونوں صلاحیتیں رکھی ہیں لہٰذا وہ خیر اور بعض اوقات شر کی طرف مائل ہو جاتا ہے، اس کے باوجود فطرت وطبیعت میں اختلاف کی بنا پر کچھ لوگ تو وعظ ونصیحت سے راہِ حق اختیار کر لیتے ہیں، بعض اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نعمت سے راہِ ہدایت تھام لیتے ہیں، جبکہ بعض شدت پسند ہونے کی وجہ سے وعظ، بشارت اور انعام واکرام پر اکتفا نہیں کرتے، ان حقائق کے پیشِ نظر انذار ضروری ولازمی امر ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بھی اس اسلوب کو اختیار کیا اور انبیاء ورُسل کو بھی اس کی تاکید فرمائی، اس کی اہمیت کے باعث بکثرت اس اسلوب کو اختیار کیا گیا، یہ اصلاحِ معاشرہ کا بہترین اور مؤثر ذریعہ ہے۔

اس کی اہمیت میں یہ بات سرِ فہرست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کے لئے بھی منذر کا لفظ استعمال کیا ہے اور اپنے حبیب ﷺ سے متعلق فرمایا:

"هٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولَىٰ"(3)

"یہ (محمد ﷺ) بھی اگلے ڈر سنانے والوں میں سے ایک ڈر سنانے والے ہیں"

اللہ تعالیٰ کا اسلوبِ انذار

اللہ تعالیٰ نے اختلافِ فطرت کے باعث قرآن کریم میں تبشیر وانذار دونوں اسالیب بیان فرمائے ہیں لیکن ان دونوں اسالیب میں سے پہلا مرحلہ انذار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی بھی قوم میں اس وقت انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجتا رہا ہے جب وہ اپنی جہالت اور گمراہی وسرکشی میں ڈوب کر خدا کو بھلا چکی تھی اور اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں کیا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

"وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ"(4)

"اور کوئی اُمت نہیں مگر اس میں ہدایت کرنے والا گزر چکا ہے"

لہٰذا اسی طریقہ کے پیشِ نظر احکام کی بجاآوری، گناہوں سے گریز اور نافرمانی سے بچنے کے لئے حدود بیان کی گئی ہیں۔

قرآن کریم میں سابقہ انبیاء اور ان کی امتوں کے حالات بیان فرمائے جن میں تخویف موجود ہے اور اس کے ساتھ مختلف مقامات پر ان جگہوں اور بستیوں کا ذکر کیا گیا ہے جن پر عذاب نازل ہوا تھا،ایسے مقامات دورِ نبوی ﷺ میں بھی موجود تھے اور آپ ﷺ نے ان جگہوں پر عذاب آنے کے سبب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو وہاں رکنے سے منع فرمایا، جس کا ذکر ہمیں کتبِ سیرت(5)و تفاسیر(6) میں ملتا ہے، علاوہ ازیں عذابِ قبر، روزِ جزا، عذابِ جہنم اور غضبِ الٰہی کی بے شمار وعیدیں بیان فرمائیں۔

انبیاء کا اسلوبِ انذار

اللہ تعالیٰ علیم بذاتِ الصدور ہے ،اس دنیا کے علوم سے باخبر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ انسانوں کے دلوں کے حالات سے بھی واقف ہے اور فطرتِ انسانی اور اس کی اصلاح کے طریقہ کو بھی بخوبی جانتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بھی اسا سلوب کو اختیار کرنے کا حکم دیا کیونکہ نبی اپنی خواہش سے سِوائے اللہ کے حکم کے کچھ بیان نہیں فرماتا، قرآن کریم میں ہے:" وَما أَهلَكنا مِن قَريَةٍ إِلّا لَها مُنذِرونَ"(7)" اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر اس کے لئے نصیحت کرنے والے (پہلے بھیج دیتے) تھے"

تمام انبیاء و رسل نے اپنی امتوں کو تبلیغ کرنے کی خاطر اس اسلوب کو اپنایا، جس طرح امت مسلمہ مرحومہ کو سابقہ امم کے احوال اور عذاب کے واقعات سے ڈرایا گیا، اسی طرح سابقہ امم کو بھی انبیاء کرام نے بر وقت آنے والے عذاب سے ڈرایا اور متنبہ کیا، پھر چونکہ انسان کی طبیعت میں اختلاف ہونے کے باعث فطرتِ انسانی تبشیر و انذار دونوں کی متقاضی ہے لہٰذا آپ ﷺ کو قرآن کریم میں صراحتاً خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا قرار دیا گیا اور بے شمار مقامات پر آپ ﷺ کو نذیر فرمایا گیا، قرآن کریم میں ہے:

"إِنّا أَرسَلناكَ بِالحَقِّ بَشيرًا وَنَذيرًا ۖ وَلا تُسأَلُ عَن أَصحابِ الجَحيمِ"(8)

"(اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو سچائی کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اہل دوزخ کے بارے میں تم سے کچھ پرسش نہیں ہو گی"

احکامات کی بجاآوری

اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا پیدا کرنے والا ہے ، اس نے انسان کو مٹی سے بنایا اور اس کی غذا، خوراک اور تمام ضرورتوں کو پورا کیا، اسی طرح اس کی سعادت و فلاح کی موجب طرزِ زندگی کی سب سے بڑی ضرورت کو بھی پورا فرما دیا اور

احکامات کا بھرپور خزانہ عطا کیا، پھر انسان کی فطرت میں موجود متضاد جذبوں کے تحت مختلف طریقوں سے اس اہم ضرورت کی تکمیل کی اور احکامات کی بجاآوری کے لئے فقط حکم دینے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ساتھ ساتھ اس کے فضائل وفوائد بھی بیان فرمائے نیز تاکید کی خاطر اسلوبِ انذار کو بھی اپنایا جیسا کہ نماز کا حکم فرمایا:

(رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو تم ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں اس پر (یعنی نماز نہ پڑھنے پر) مارو، اور ان کے سونے کے بستر الگ کر دو)(9)

اصلاحِ معاشرہ

دینِ اسلام مذاہب عالم میں ایسا دین ہے جو تمام مسائل کے حل کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے، دینِ اسلام کا مکمل، دائمی اور عالمگیر ہونا ہی اس کی حقانیت کی دلیل ہے، یہ ہمیں معاشرہ کی اصلاح کا درس دیتا ہے، اس میں پائے جانے والے اسالیب میں سے ایک اسلوب انذار ہے، احکامات کے ضمن میں بیان کردہ حدود وقصاص اور تعزیرات انذار کی نشاندہی کرتی ہیں جو کہ اصلاحِ معاشرہ کا ایک اہم پہلو ہے اور اس میں اہم کردار ادا کرتا ہے جیسا کہ چوری، ڈاکہ، قتل، شراب خوری، حرام کاری اور ارتداد پر سزا اور حد جاری کرنا در حقیقت نافرمانی اور کبائر سے باز رکھنے اور اصلاحِ معاشرہ کی خاطر اسلوبِ انذار کو اپنایا گیا تاکہ سماجی ماحول میں انصاف کی فضا قائم ہو، اخلاقیات، ادائیگیٔ حقوق و فرائض، باہمی خیر خواہی اور رواداری کا دور دورا ہو۔

انذار کی حکمتیں:

قرآن کریم میں آیاتِ انذار بیان کی گئی ہیں جس کے پسِ منظر میں بے شمار حکمتیں موجود ہیں، اس کی سب سے بڑی وجہ انسان کو ہدایت ور ہنمائی فراہم کرنا ہے، اسے گناہوں سے مجتنب رہنے، نیکی و بھلائی پر کاربند رہنے اور اس پر مبالغہ کی ترغیب دینا ہے جو فلاحِ انسانی کے لئے از حد ضروری ہے، انذار کے باعث انسان اپنی عاجزی وانکساری کو تسلیم کرتا ہے اور اس میں قدرتِ خداوندی کا احساس مزید پختہ ہوتا ہے جو گناہوں سے باز رہنے کا قوی ذریعہ ہے، اس طرح وہ خدا کی قدرتِ کاملہ کو دل سے تسلیم کرتا ہے جس سے اس کے دل میں خوفِ خدا بڑھتا ہے اور اسی کے باعث وہ اوامر ونواہی کے احکامات پر عمل کرتا ہے اور ان کی بجاآوری میں کاہلی کا شکار نہیں ہوتا بلکہ اس سے بچنے کی حتی الامکان سعی کرتا ہے۔

اصلاحِ امت

قرآنِ کریم میں بیان کردہ آیاتِ انذار کا ایک واضح مقصد عوام الناس کی اصلاح ہے کیونکہ کسی بھی قوم کا صحتِ عقیدہ ہی اس کی خوشحالی و کامیابی کا بنیادی سبب بنتا ہے لہٰذا قرآن کریم میں سابقہ امم کے عروج و زوال کی بیان کردہ تاریخ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ان اقوام کے ناقص عقائد، دین سے دوری اور اصلاح سے پہلو تہی ہی ان کی تباہی و بربادی کا سبب بنی مگر قرآن کریم چونکہ الہامی کتب میں سے آخری کتاب ہے اسی لئے عالمگیریت اور مداومت جیسی صفات سے متصف ہے، انہی صفات کے ذیل میں قرآن کریم میں ایسی آیات مذکور ہیں جن سے اصلاحِ امت مقصود ہے، مثال کے طور پر سورہ آلِ عمران میں یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں سے خطاب کیا گیا ہے، اولاً ان کی اعتقادی گمراہیوں اور اخلاقی خرابیوں پر تنقید کی گئی ہے اور ان کی اختیار کردہ راہوں اور رویوں کو ان کے تعصب و ہٹ دھرمی کی وجہ قرار دیا پھر دینِ واحد (تمام انبیاء کا دین ایک ہی تھا یعنی دینِ اسلام) کی طرف دعوت دی اور اس کی تصدیق تمام انبیاء کے ذکر سے کی۔

وعظ و نصیحت

نصیحت سے مراد راہنمائی کرنا ہے اور قرآن کریم تمام انسانیت کے لئے تاقیامت ہدایت و راہنمائی کا ایک بہترین ذریعہ ہے، قرآن کریم کے اندر بھی متعدد مقامات پر اسے ہدی اور موعظۃ قرار دیا گیا ہے اور اس میں وعظ و نصیحت کے تمام طریقے اختیار کئے گئے ہیں جن میں سے ایک انذار ہے لہٰذا قرآن کریم میں آیاتِ انذار کے بیان کا ایک مقصد راہنمائی بھی ہے کہ اس کے ذریعے اسلامی تعلیمات کو اپنا کر پیغامِ حق کو قبول کیا جائے پھر اس کام کی اہمیت کے باعث اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو بھی اس امر کا حکم فرمایا اور اس کارِ خیر کی انجام دہی کرنے والوں کو بہترین امت قرار دیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"كُنتُم خَيرَ أُمَّةٍ أُخرِجَت لِلنّاسِ تَأمُرونَ بِالمَعروفِ وَتَنهَونَ عَنِ المُنكَرِ وَتُؤمِنونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَو آمَنَ أَهلُ الكِتابِ لَكانَ خَيرًا لَهُم ۚ مِنهُمُ المُؤمِنونَ وَأَكثَرُهُمُ الفاسِقونَ" (10)

''(مومنو) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہت اچھا ہوتا ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیں''

معصیت و نافرمانی سے حفاظت

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارتکاب کرنا، کسی کو کرتے دیکھ کر اسے روکنے کی کوشش نہ کرنا یا اس کی ترغیب دینا، یہ سب جرم کے زمرے میں داخل ہے اور اس کا فاعل مجرم ہے اسی لئے وعظ و نصیحت کی جاتی ہے مگر بعض مقامات پر یہ عمل بھی بے سود ہو جاتا ہے اور انسان دنیاوی آسائشوں اور اپنی جھوٹی طاقت کے نشے میں شرابور خدا کی پکڑ اور قدرت سے غافل ہو بیٹھتا ہے اور نصیحت بھی قبول نہیں کرتا، ایسے لوگوں کو ان کے ظلم سے آگاہ کرنے کے لئے قدرتِ الٰہی کا ذکر فرمایا اور بعض مقامات پر سابقہ امم کے ذکر سے ڈرایا اور متنبہ کیا گیا(11) اور اس کے متعلق حدیث مبارکہ میں بھی ارشاد نبوی ہے:

''حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیئے جاتا ہے حتیٰ کہ جب اسے پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں، اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائیوَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ(۱۱/۱۰۲)''(12)

اوامر و نواہی

قرآن کریم میں بیان کردہ آیاتِ انذار کا ایک مقصد اوامر و نواہی کے احکام پر عمل کرنا ہے جس کا اسے مکلف بنایا گیا ہے کیونکہ یہ دنیا دارِ عمل ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اسے احکامات عطا فرمائے تاکہ وہ اپنی خواہشاتِ نفسانی پر قابو پاتے ہوئے اس امتحان میں کامیاب ہو کر دار آخرت کی فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو اور دونوں جہانوں میں سرخرو ہو لیکن بعض اوقات انسان بتقاضائے بشریت راہِ حق سے غفلت کا شکار ہو کر گمراہ ہو جاتا ہے، بعض اوقات انسان سستی و کاہلی کے باعث احکامات بجا نہیں لاتا اور اپنے فرائض کی انجام دہی سے بے خبر رہتا ہے جبکہ بعض اوقات دنیا کی رنگینیوں میں قدرتِ خداوندی سے غافل ہو جاتا ہے تو ایسے موقعوں پر آیات انذار اس کے لئے ہدایت کا سامان فراہم کرتی ہیں اور انسان خدا کی قدرت سے آشنا ہوتا ہے، جیسا کہ سورہ التوبہ میں ارشاد فرمایا:

"إِلَّا تَنفِرُوا يُعَذِّبْكُم عَذابًا أَليمًا وَيَستَبدِل قَومًا غَيرَكُم وَلا تَضُرّوهُ شَيئًا ۗ وَاللَّهُ عَلىٰ كُلِّ شَيءٍ قَديرٌ"(13)

''اور اگر تم نہ نکلو گے تو خدا تم کو بڑی تکلیف کا عذاب دے گا۔ اور تمہاری جگہ اور لوگ پیدا کر دے گا (جو خدا کے پورے فرمانبردار ہوں گے) اور تم اس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے''

اسی طرح حدیث میں بیان ہوا ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن انسانی اعمال میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا، اگر وہ صحیح ہوئی تو اسے کامیاب وکامران قرار دیا جائے گا اور اگر اس کا معاملہ خراب ہوا تو انسان خسارے میں رہے گا ،اگر اس کے فرائض میں کچھ کوتاہی ہوئی تو سنن ونوافل سے اس کی تلافی کر دی جائے گی،اسی طرح دیگر اعمال کا محاسبہ ہو گا''(14)

تخویف وانذار اوامر کی تعمیل کے ساتھ ساتھ نواہی سے اجتناب میں بھی بہت اہمیت کے حامل ہیں۔(15)

آیاتِ انذار کے اسالیب اور نوعیتیں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں طبیعتوں کے اختلاف کے باعث مختلف اسالیب و مضامین سے ہدایت و نصیحت فرمائی ہے بعض آیات میں انعامات کا ذکر ہے بعض آیات میں منشاالٰہی مذکور ہے بعض مقامات پر احوال قیامت اور عذاب جہنم کا تذکرہ ہے بعض جگہ انصاف الٰہی کا تقاضا کیا گیا ہے جبکہ بعض مقامات پر انذار بذریعہ تمثیل ہے پھر بعض نافرمانوں اور معاندین کے لئے آیات انذار کو بھی تاکیداً بیان کیا گیا ہے تاکہ مشرکین اور سرکش بھی کسی ذریعہ سے اللہ ورسول کی اطاعت قبول کریں اور راہِ حق کے متلاشی بنیں،ان اسالیب کی مختصر وضاحت مندرجہ ذیل ہے:

شرط وجزا کے بیان سے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تمام کفار و مسلمین کے لئے مختلف وعیدیں بیان فرمائی ہیں اور انہیں مختلف طریقوں سے ذکر کیا ہے تاکہ انسان اپنی طبیعت کے مطابق مذکورہ آیاتِ انذار سے ہدایت حاصل کرے اور حق قبول کرے،ان مختلف اسالیب میں سے ایک شرط وجزا بھی ہے،ان میں وعید شرط کے ساتھ بیان کی گئی ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر اس درخت کے قریب جاؤ گے تو ظالموں میں سے ہو جاؤ گے،اس کے پہلے جملہ میں شرط اور دوسرے میں جزا بیان کی گئی ہے۔

طنزیہ انداز سے انذار

تبشیر کے معنی خوشخبری سنانے کے ہیں اور اس کے ذریعے قرآن کریم میں ایمان والوں کے لئے انعامات کا ذکر ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ لفظ انذار کے لئے بھی استعمال ہوا ہے،قرآن کریم میں بعض مقامات پر " بَشِّر " کے لفظ کے ساتھ وعیدیں بیان کی گئی ہیں،اس لفظ کے ساتھ کفار، منافقین، یہود ونصاریٰ اور تمام لوگوں کے لئے بھی عذابِ الیم کی وعید بیان ہوئی ہے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن میں سورہ النساء: ۱۳۸ کے تحت بیان کرتے ہیں کہ اس عذاب الیم کی خبر کو بشارت سے تعبیر کرنا بطورِ طنز ہے، علاوہ ازیں سورہ ال عمران: ۲۱ اور التوبہ: ۳ میں بھی اس لفظ کے ساتھ عذاب الیم کی وعید بیان کی گئی ہے۔

تمثیل کے ذریعے

قرآن کریم کی بعض آیات میں مثالوں کے ذریعے انذار و تخویف مذکور ہے، کیونکہ مثال اور تشبیہ ایک پر اثر اندازِ بیان ہے جس کے ذریعے کسی بھی دانشور یا کم عقل کو سمجھایا جاسکتا ہے کیونکہ کوئی بھی بات مثالوں سے سمجھنا انتہائی آسان ہوتا ہے اور کوئی بھی شخص اس کو بآسانی قبول کر لیتا ہے، جیسا کہ سورہ بقرہ میں صدقات و خیرات کی تباہ و بربادی کو نہایت عمدہ مثالوں سے سمجھایا ہے۔(16)

قصص وواقعات کے ذریعے

قرآن کریم کی بے شمار آیات میں سابقہ امم کے حالات وواقعات بیان فرمائے ہیں اور ان پر آنے والے عذاب کا ذکر کر کے آئندہ تمام انسانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ ان کی ہٹ دھرمی، سرکشی، نافرمانی اور انبیاء کرام کو ناحق قتل کرنے اور اس کی سازش کرنے کے سبب ان پر عذاب الٰہی کا نزول ہوا، اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت سے بھی محروم کر دیا اور ان کے دعوت قبول نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ بھی ان سے بے نیاز ہو گیا، اس کو سورہ تغابن میں اس طرح بیان فرمایا:

"ذٰلِكَ بِأَنَّهُ كانَت تَأتيهِم رُسُلُهُم بِالبَيِّناتِ فَقالوا أَبَشَرٌ يَهدونَنا فَكَفَروا وَتَوَلَّوا ۚ وَاستَغنَى اللَّهُ ۚ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَميد" (17)

"یہ اس لئے کہ ان کے پاس پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر آئے تو یہ کہتے کہ کیا آدمی ہمارے ہادی بنتے ہیں؟ تو انہوں نے (ان کو) نہ مانا اور منہ پھیر لیا اور خدا نے بھی بے پروائی کی۔ اور خدا بے پروا (اور) سزاوار حمد (وثنا)"

احوالِ قیامت کے ذکر سے انذار

قرآن کریم میں مذکورہ آیاتِ انذار کے عمدہ اسالیب میں سے ایک احوالِ قیامت کا بیان اور روزِ جزا کی تذکیر ہے، قرآن کریم میں متعدد مقامات پر روز جزا کا ذکر آیا ہے جہاں مشرکین، کفار اور مجرموں کے احوال کا بیان فرمایا کہ دنیا میں تو وہ تکبر کے طور پر دعوے اور تمسخراً خواہشات و فرمائشِ عذاب کا اظہار کرتے ہیں مگر روزِ جزا ان کی حالت غیر ہو گی اور وہ اس

کی تاب نہ لا سکیں گے جیسا کہ مشرکین مکہ نے اس بات کا مطالبہ کیا کہ ہم پر فرشتے کیوں نہیں نازل ہوئے یا ہم نے اپنے رب کو کیوں نہ دیکھا مگر جب روز قیامت وہ فرشتوں کو دیکھیں گے تو ان میں اس کی سکت نہ ہوگی۔(18)

دنیا میں روزِ جزا کی تذکیر سے تنبیہ فرمائی کہ اس روز مشرکین اپنے شرکاء سے بے یار ومددگار ہوں گے، ارشاد فرمایا:

"وَيَومَ نَحشُرُهُم جَميعًا ثُمَّ نَقولُ لِلَّذينَ أَشرَكوا أَينَ شُرَكاؤُكُمُ الَّذينَ كُنتُم تَزعُمونَ"(19)

"اور جس دن ہم سب لوگوں کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے پوچھیں گے کہ (آج) وہ تمہارے شریک کہاں ہیں جن کو تمہیں دعویٰ تھا"

تاکید کے ساتھ بیان

بعض آیات میں اللہ تعالیٰ نے انذار کی تاکید کی ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے خود ڈرنے کا حکم فرمایا گویا کہ تمام انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف ضروری ولازمی ہے اور اس کے لئے قرآن کریم میں متعدد مرتبہ "اِ تَّقُو ا الله" کے الفاظ بیان فرمائے ہیں پھر اس میں "حَقَّ تُقٰتِه" سے تاکید پیدا کر دی کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان اس کا خوف دل میں رکھو اور اس کو مومن کی علامت قرار دیا، پھر نبی کریم ﷺ کے عمل سے اس میں مزید تاکید پیدا کر دی، سورہ انعام میں ارشاد فرمایا:

"قُل إِنّي أَخافُ إِن عَصَيتُ رَبّي عَذابَ يَومٍ عَظيمٍ"(20)

"(یہ بھی) کہہ دو کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے"

پھر بعض مقامات پر اپنی صفت "إِنَّ اللَّـهَ لا يُخلِفُ الميعادَ" کا ذکر کر کے اس وعید میں تاکید اور پختگی پیدا کر دی کہ اس کو فرضی دھمکی نہ سمجھا جائے بلکہ ایسا ہو کر رہے گا۔

اشارہ کے ساتھ ڈرانا

بعض آیاتِ مبارکہ میں صراحتاً انذار وتخویف موجود نہیں، نہ ہی ایسے الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے بلکہ فقط ایک خبر اور اطلاع ہے اور اس خبر میں اشارۃ انذار موجود ہے جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"فَليَضحَكوا قَليلًا وَليَبكوا كَثيرًا جَزاءً بِما كانوا يَكسِبونَ"(21)

"یہ (دنیا میں) تھوڑا سا ہنس لیں اور (آخرت میں) ان کو ان اعمال کے بدلے جو کرتے رہے ہیں بہت سا رونا ہوگا"

استفہامیہ انداز سے انذار

بعض آیات میں استفہامیہ انداز میں تنبیہ کی گئی ہے جیسا کہ سورہ العادیات میں ہے:

"أَفَلا يَعلَمُ إِذا بُعثِرَ ما فِي القُبورِ" (22)

"کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا کہ جو (مردے) قبروں میں ہیں وہ باہر نکال لیے جائیں گے"

اعمال کا ضیاع

بعض احکامات کو بجانہ لانے یا ان کی نافرمانی پر اعمال کے ضیاع کا امکان ہے کہ اس صورت میں وہ اپنے نیک اعمال سے بھی بہرہ ور نہیں ہو سکتے جس کی وضاحت سورہ حجرات میں اس طرح فرمائی:

"يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنوا لا تَرفَعوا أَصواتَكُم فَوقَ صَوتِ النَّبِيِّ وَلا تَجهَروا لَهُ بِالقَولِ كَجَهرِ بَعضِكُم لِبَعضٍ أَن تَحبَطَ أَعمالُكُم وَأَنتُم لا تَشعُرونَ"(23)

"اے اہل ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اس طرح) ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو"

منشا الٰہی (کونی)

قرآن کریم کا عام اسلوب بھی کچھ حکم و قیود سے بھرپور ہوتا ہے جو اہل بصیرت کے لئے قابل دیدنی ہے، انہی اسالیب میں سے ایک اسلوب منشا الٰہی ہے، جس کا ذکر قرآن کریم کے کئی مقامات پر ملتا ہے، قرآن کریم میں مذکور ہے:

"يَغفِرُ لِمَن يَشاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشاءُ"(24)

"وہ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب دے"

عدم نصرت سے تنبیہ وانذار

انذار کا ایک اسلوب عدم نصرت ہے کہ جب اللہ تعالی نے تمام احکام نازل فرما دیے اور ہدایت ورہنمائی کی خاطر انبیاء ورسل بھی مبعوث فرمائے تو اس کے باوجود اگر کوئی ہدایت قبول نہ کرے یا اس کی خلاف ورزی کرے تو بارگاہِ الٰہی میں اس کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور نہ ہی اسے نصرت میسر آئے گی، قرآن کریم میں ہے:

"وَلَن تَرضىٰ عَنكَ اليَهودُ وَلَا النَّصارىٰ حَتّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُم ۗ قُل إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الهُدىٰ ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعتَ أَهواءَهُم بَعدَ الَّذي جاءَكَ مِنَ العِلمِ ۙ ما لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلا نَصيرٍ" (25)

''اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی، یہاں تک کہ تم ان کے مذہب کی پیروی اختیار کرلو۔ (ان سے) کہہ دو کہ خدا کی ہدایت (یعنی دین اسلام) ہی ہدایت ہے۔ اور (اے پیغمبر) اگر تم اپنے پاس علم (یعنی وحی خدا) کے آجانے پر بھی ان کی خواہشوں پر چلوگے تو تم کو (عذاب) خدا سے (بچانے والا) نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی مددگار''

لعنت الٰہی سے تنبیہ وتہدید

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بعض مقامات پر لعنت کے الفاظ بیان فرمائے ہیں اور لعنت الٰہی سے مراد رحمت الٰہی سے محرومی ہے، یہ وعید نافرمانوں اور کفار کے لئے ہے،انہوں نے اللہ تعالیٰ کی لعنت مول لی اور اس کے مستحق ٹھہرے ،قرآن کریم میں ہے:

"مِنَ الَّذينَ هادوا يُحَرِّفونَ الكَلِمَ عَن مَواضِعِهِ وَيَقولونَ سَمِعنا وَعَصَينا وَاسمَع غَيرَ مُسمَعٍ وَراعِنا لَيًّا بِأَلسِنَتِهِم وَطَعنًا فِي الدّينِ ۚ وَلَو أَنَّهُم قالوا سَمِعنا وَأَطَعنا وَاسمَع وَانظُرنا لَكانَ خَيرًا لَهُم وَأَقوَمَ وَلٰكِن لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفرِهِم فَلا يُؤمِنونَ إِلّا قَليلًا"(26)

''اور یہ جو یہودی ہیں ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ کلمات کو ان کے مقامات سے بدل دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور نہیں مانا اور سنیئے نہ سنوائے جاؤ اور زبان کو مروڑ کر اور دین میں طعن کی راہ سے (تم سے گفتگو کے وقت) راعنا کہتے ہیں اور اگر (یوں) کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا اور (صرف) اسمع اور (راعنا کی جگہ) انظرنا (کہتے) تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور بات بھی بہت درست ہوتی لیکن خدا نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت کر رکھی ہے تو یہ کچھ تھوڑے ہی ایمان لاتے ہیں''

آیاتِ انذار کی نوعیتیں:

قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر آیات انذار موجود ہیں جو انسانوں کی ہدایت وراہنمائی کا ایک مؤثر ذریعہ ہیں، ان آیات کا نظرِ عمیق مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو مختلف اسالیب اور طریقوں سے بیان فرمایا ہے اور یہ وعیدیں مختلف انسانوں کے لئے ہیں لہٰذا یہ مختلف نوعیتوں پر مشتمل ہیں جو ایک سے زیادہ انواع واقسام کی عکاسی کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا بنائی اور انسانوں کو پیدا کیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف حالات وواقعات کے پیش نظر مختلف لوگوں کے لئے مختلف نوعیتوں کی وعیدیں بیان فرمائیں،ان میں دنیاوی رسوائی وسزا، برزخی زندگی کی وعیدیں، قیامِ قیامت اور عذاب جہنم کی وعیدیں شامل ہیں جو کہ کفار، مرتدین، مشرکین اور منافقین کا ٹھکانہ ہے۔

ان تمام باتوں اور کیفیات کے پیشِ نظر آیاتِ انذار کی نوعیت کو تین اقسام میں منقسم کیا جاسکتا ہے، وہ یہ ہیں:

1۔ عام وخاص کے اعتبار سے

2۔ خفت و ثقل کے اعتبار سے

3۔ عذاب و سزا کے اعتبار سے

1۔ عام وخاص کے اعتبار سے

قرآن کریم میں آیاتِ تبشیر کے مقابل آیات انذار بیان کی گئی ہیں، یہ تمام آیاتِ انذار نافرمانی سے گریز، حرام سے اجتناب اور واجب بجالانے پر برانگیختہ کرتی ہیں مگر موقع و محل کے اعتبار سے اس کی نوعیتیں مختلف ہیں، ان میں سے بعض عام اور بعض خاص ہیں۔

1) **عام:** بعض آیات میں انذار عام ہے یعنی تمام انسانوں کے لئے ہے، اس میں مسلمان بھی شامل ہیں جیسا کہ سورہ المدثر میں مذکور ہے۔(27)

2) **خاص:** بعض آیاتِ انذار خاص ہیں ان پر عام کا اطلاق نہیں ہوتا یعنی وہ مخصوص امت یا قوم کے لیے ہیں۔(28)

2۔ خفت و ثقل کے اعتبار سے

1) انذار کا اولین مقصد انسانوں کی ہدایت وراہنمائی ہے اور انسانوں کی طبیعتیں مختلف ہونے کے باعث بعض انسان ہلکی پھلکی تنبیہ سے ہی ہدایت قبول کر لیتے ہیں اور راہ راست پر آجاتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں " لاَ یُحِبُّ "(اللہ اسے پسند نہیں کرتا) کے الفاظ جابجا بیان فرمائے ہیں۔(29)

2) پھر اہل کتاب کا ذکر کر کے اس میں تھوڑی سختی سے کلام فرمایا بہر حال تخویف و تہدید کے لہجہ میں نرمی ملحوظِ خاطر رکھی اور اہل ایمان کو خوف زدہ کیا کہ وہ ان اہل کتاب کی طرح نہ ہو جائیں جو آہستہ آہستہ نافرمانی کے دلدل میں دھنستے گئے اور بالآخر فاسق ہو گئے۔

3) اس کے بعد صراحتاً ڈرایا گیا اور غضبِ الٰہی کا ذکر فرمایا، جیسا کہ قرآن کریم میں بعض مقامات پر لعنتِ الٰہی اور دلوں کو سخت کر دینے کا ذکر کیا گیا ہے۔(30)

4) آخر میں عذابِ آخرت کا ذکر فرمایا اور یہ سب سے سخت اور دائمی وعید ہے۔(31)

3۔ عذاب وسزا کے اعتبار سے

آیاتِ انذار میں جو عذاب و سزا بیان کی گئی ہے ان کا مقصد اصلاح انسانیت ہے، یہ انسان کو گمراہی کے ویرانوں اور تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کے راستے پر لے جاتی ہیں، خواہ وہ سزا دنیاوی ہو یا اخروی، اس کی چار اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

1) **دنیاوی ذلت ورسوائی:** اللہ تعالیٰ نے ہمیں احکامات عطا فرمائے ہیں جو نیک، صالح اور خوشحال زندگی کی عکاسی کرتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص ان احکامات پر عمل نہ کرے، ان کی نافرمانی کرے، زمین میں فساد برپا کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے لئے ذلت ورسوائی مقدر کر دیتا ہے۔(32)اس کے علاوہ بھی بے شمار آیات(33) میں دنیاوی ذلت ورسوائی کا ذکر کیا گیا ہے۔

2) **عذابِ قبر:** اللہ تعالیٰ نے عذاب قبر کے ذریعے بھی انذار فرمایا کیونکہ موت برحق ہے اور ہر ایک کو آنی ہے۔(34)

قرآن کریم میں متعدد مقامات(35) پر کفار، مشرکین، منافقین اور گنہگار و مجرمین کے لئے عذابِ قبر کی وعیدیں بیان کی ہیں، اس کے علاوہ بکثرت احادیث میں بھی عذابِ قبر کا ذکر موجود ہے۔

3) **قیامِ قیامت:** اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ذکر فرماتا ہے کہ جب قیامت قائم ہو گی تو وہ حساب کا دن ہو گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا، اُس دن کوئی جان کسی جان کا بدلہ نہ بن سکے گی، ہر شخص کو اپنے اعمال کا حساب خود دینا ہو گا، اس وقت کسی کی سفارش بھی قابلِ قبول نہ ہو گی جو اس کی جان بخشی کرا سکے بجز ان کے جن کو اللہ تعالیٰ سفارش کی اجازت مرحمت فرمادے، اس وقت مال بھی کچھ کام نہ آئے گا جو لوگ دنیا میں مال و دولت اکٹھا کرتے رہتے ہیں اور اسے جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں روزِ قیامت وہ اس سے نفع نہ اٹھا سکیں گے، یہاں تک کہ کسی بھی طریقہ پر ان کو مدد میسر نہ ہو گی اور وہ بے یار و مددگار ہوں گے۔(36)

4) **آتشِ دوزخ:** اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عذابِ جہنم کی وعیدیں بھی بیان فرمائی ہیں جو کفار کا اخروی و دائمی مستقر ہے کہ وہ جہنم میں داخل ہونے کے بعد اس عذاب سے فرار کی کوئی راہ نہ پائیں گے، نہ ہی ان سے فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ ہی کسی طور ان کی مدد کی جائے گی، مگر وہ لوگ جن کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی اگر ایمان ہو گا تو ان کے گناہوں کی سزا مکمل ہونے کے بعد یا اللہ کے فضل سے بالآخر انہیں جہنم سے آزادی مل جائے گی۔

آتشِ دوزخ کی وعید عام ہے مگر دوام کی شرط کفار، مشرکین، منافقین اور مرتدین کے لئے ہے۔

نتائج بحث

قرآن کریم ایک مستقل، دائمی اور عالمگیر ذریعہ ہدایت ہے، قرآن کریم میں انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کی خاطر مختلف اسالیب اختیار کئے گئے ہیں، انہی بیان کردہ اسالیب میں سے ایک انذار بھی ہے، یہ انتہائی مؤثر اندازِ بیان ہے جس کے بے شمار فوائد اور حکمتیں قابلِ دید نی ہیں، اس کی اہمیت نہایت مسلم ہے کہ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ دونوں میں یہ اسلوب موجود ہے اور انبیاء کرام نے بھی اس کو عملاً اپنایا ہے، پھر قرآن کریم میں نہ صرف یہ اسلوب مذکور ہے بلکہ مزید اس کی مختلف صورتیں اور نوعیتیں بھی ملتی ہیں جو مختلف فطرت کے لوگوں کے لئے مختلف صورتحال میں کارگر ثابت ہوتی ہیں کیونکہ اوامر ونواہی کے احکام کا اکثر انحصار اسی طریقہ انذار پر ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(1) قاسمی، کیرانوی، وحید الزمان، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات، لاہور، اشاعت اول، 1422ھ، ص:1629

Qāsmī, Kīrānwī, Waḥīd-al-Zamān, Al-Qāmūs Al-Waḥīd, Institutum Islamiāt, Lahore, 1422 H, p: 1629

(2) القرآن3:102

Al-Qurʾān: 3: 102

(3) القرآن53:56 Al-Qurʾān 53:56

(4) القرآن35:24 Al-Qurʾān 35:24

(5) ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک بن ہشام، سیرۃ النبی ﷺ، مترجم: مولوی قطب الدین احمد محمودی، مکتبہ خلیل، اردو بازار، لاہور، 2013ء، ج2، ص:320

Ibn Hishām, Abu Muḥammad Abdul Malik bin Hishām, Seerah al-nabī , Maktaba Khalīl, Urdu Bāzār, Lāhore, 2013, vol.2, p: 320

(6) حقی، شیخ اسماعیل، تفسیر روح البیان، مطبعۂ عثمانیہ، 1330ھ، ج3، ص:194-195

Ḥaqī, Sheikh Ismāīl, Tafsīr Rūh al-Bayān, Matba'a O'smāniyya, 1330 H, Volume 3, p: ū 194-195

(7) القرآن25:208 Al-Qurʾān: 25: 208

(8) القرآن2:119 Al-Qurʾān 2: 119

(9) السجستانی، ابوداؤد سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داؤد**، المکتبۃ العصریہ، بیروت، س-ن، کتاب الصلاۃ، باب مَتَی يُؤْمَرُ الْغُلَامُ بِالصَّلَاةِ، حدیث:495

Al-Sajistanī, Abu Dawūd Sulaimān bin Al-Asha'ath, Sunan Abi Dawūd, Al-Maktaba Al-Aṣriyya, Beirut, S.N., Kitab al- Ṣalāt, Ḥadīth: 495

(10) القرآن 110:3 — Al-Qur'ān 3: 110

(11) القرآن 32:3 — Al-Qur'ān 3:32

(12) البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، الجامع المسند الصحیح من امور رسول اللہ وسننہ وایامہ، **صحیح البخاری**، کتاب التفسیر، حدیث:4686، دار طوق النجاۃ (مصورۃ عن السلطانیۃ بإضافۃ ترقیم ترقیم محمد فواد عبد الباقی) الطبعۃ الاولی، 1422ھ

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Abu Abdullah, Al-Jāmi' al-Musnad al-Ṣaḥīḥ, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitab al-Tafsīr, Ḥadīth: 4686, Dartuq al-Najāt, Beirūt, 1422h

(13) القرآن 39:9 — Al-Qur'ān 9:39

(14) الترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب مَا جَاءَ أَنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی–مصر، الطبعۃ الثانیۃ، 1395ھ

Al-Tirmidhī, Abu Isa Muḥammad bin Isa, Sunan al-Tirmidhī, Kitab al-Salāt, Chapter Mā Jā'a Awwala Mā Yuḥāsabu bih al-'abdu Yaum al-Qiyāmat al-Ṣalāh, Mustafā al-Bābi Al-Halabi, Egypt, 1395 H.

(15) القرآن 33-31:17 — Al-Qur'ān 17: 31-33

(16) القرآن 266،264:2 — Al-Qur'ān: 2: 264, 266

(17) القرآن 6:64 — Al-Qur'ān 64:6

(18) القرآن 22-21:25 — Al-Qur'ān 25: 21-22

(19) القرآن 22:6 — Al-Qur'ān: 6:22

(20) القرآن 15:6 — Al-Qur'ān: 6:15

(21) القرآن 82:9 — Al-Qur'ān 9:82

(22) القرآن 9:100 — Al-Qur'ān: 100: 9

(23) القرآن 2:49 — Al-Qur'ān 49:2

(24) القرآن 18:5 — Al-Qur'ān 5:18

(25)	القرآن120:2	Al-Qurʾān 2: 120
(26)	القرآن46:4	Al-Qurʾān 4:46
(27)	القرآن2:74	Al-Qurʾān 74:2
(28)	القرآن98-97:19	Al-Qurʾān 19: 97-98
(29)	القرآن23:57	Al-Qurʾān 57:23
(30)	القرآن13:5	Al-Qurʾān 5:13
(31)	القرآن69-68:25	Al-Qurʾān 25: 68-69
(32)	القرآن33:5	Al-Qurʾān 5:33
(33)	القرآن9:22،26:39،34:13،65-64:7	Al-Qurʾān: 22:9, 39:26, 13:34, 7:64-65
(34)	القرآن101:9	Al-Qurʾān: 9: 101
(35)	القرآن46-45:40،93:6،69-68:25	Al-Qurʾān: 40:45-46, 6:93, 25:68-69
(36)	القرآن48:2	Al-Qurʾān: 48